بارہ شہزادے

مولانا سید شاہ محمد قائم صاحب قبلہ نظامی، قتیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن قال "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا " والصلوٰۃ والسلام علی من قال اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجیٰ ومن تخلف عنھا غرق۔"

حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اپنے فرزند ارجمند حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہؑ علی نبینا وعلیھما السلام کے ساتھ جب خانہ کعبہ کی تعمیر فرمارہے تھے تو ساتھ ہی ساتھ بارگاہ صمدیت میں دعا بھی کررہے تھے جسے قرآن عظیم نے ان الفاظ میں دہرایا ہے۔

واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم، ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک۔

ترجمہ:۔اور جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیل بلند کررہے تھے بنیاد خانہ کعبہ کی تو دعا کی کہ اے میرے رب ہماری یہ خدمت قبول فرما بیشک تو ہی سننے اور جاننے والا ہے۔اے میرے رب کریم ہم دونوں کو مطیع واسطے اپنے اور ہماری اولاد میں ایک جماعت فرمانبردار (مسلم) واسطے اپنے۔"

نبی اور وہ بھی ابوالانبیاء کی دعا، اللہ تعالیٰ نے اسے شرف قبولیت سے نوازا جس کے الفاظ اس وقت کی موجودہ توریت شریف میں اس طرح ہیں

And as for Ishmael,, have heard thes; behold I have blessed him and will make him fruitfull and will multiply him execeedingly; twelve princess shall be begot and I will make him a great nation.

Genesis 17-20

ترجمہ:۔اور میں نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق میں قبول کی دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا، اور اس سے بارہ شہزادے پیدا ہوں گے، اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔

توریت کتاب پیدائش: باب، ۱۷۔آیت ۲۰

اللہ تعالیٰ کی دو کتابوں کی آیتیں اوپر درج ہیں جس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا حضرت اسمٰعیلؑ کے حق میں قبول کی اور بشارت دی کہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد کو برکت دوں گا۔خوب خوب بڑھاؤں گا اور ایک بڑی قوم بنادوں گا۔اس میں وعدہ بارہ شہزادوں کا بھی ہے۔

اس آیت شریف میں ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک" قابل غور ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اولاد میں ایک ایسی امت چاہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جناب میں مسلم ہو (فرمانبردار) دنیا میں بہت سی امتیں ہیں مگر کوئی امت اپنے کو نہ خود مسلم کہتی ہے نہ دنیا والے اسے مسلم کہتے ہیں، بلکہ کہنا تو کہنا خود کو مسلم سننا بھی پسند نہیں کرتی، بلکہ اب تو یہی لفظ "مسلم" ہی دنیا میں سب سے بڑا کانٹا ہے جو بجائے آنکھوں کے دل میں چبھ رہا ہے، غرض یہ کہ حضرت اسمٰعیلؑ جو اس دعا میں شامل تھے۔حضرت ابراہیمؑ ان کی اولاد میں ایک ایسی امت چاہتے ہیں جو مسلم یعنی فرمانبردار ہو اور بیت (کعبہ) کی خدمت کرے، پس دنیا دیکھ لے کہ اس بیت کی خدمت کس کے متعلق ہے اور دنیا میں مسلم کون امت اور

کون قوم کہی جاسکتی ہے۔قبولیت کے الفاظ توریت شریف میں موجود ہیں۔اس میں امت عظیم وکامیاب کی خبر ہے،اسی عمومیت کے ساتھ ساتھ ایک خصوصیت بھی ہے وہ یہ کہ اس امت میں بارہ شہزادے بھی پیدا ہوں گے، یہ لفظ ''شہزادہ'' اللہ رب العزت کا لفظ ہے۔کسی انسان کا لفظ نہیں۔اللہ اکبر کب توریت کا نزول ہوا ،کس پر یہ کتاب نازل ہوئی،کس امت سے اس کتاب کا تعلق ہے،مگر اس میں ایک آنے والی دوسری امت کے بارہ شہزادوں کی بھی خبر دی جاتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی شاخ میں یعنی بنو اسمٰعیلؑ میں وہ کون سی امت اور وہ کون سے شہزادے ہیں جن کا تعلق خانہ کعبہ کی خدمت سے ہو کیا دنیا کا کوئی انسان سوا امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کو دنیا مسلم ومسلمان کہتی ہے اور سوا ان بارہ شہزادوں کے کسی کا نام پیش کرسکتا ہے جن کو ہم امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ امام کہتے ہیں جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

الھم صل علی سیدنا و مولٰنا محمد وعلیٰ ال سیدنا ومولٰنا محمدن الذی کان علیاً فی درجاته ، حسنافی صفاته ، شهیداً فی تجلیاته زین العابدین ، باقر علم الاولین والاخرین صادقاً فی اقواله کاظماً فی جمیع احواله ، متمکنا فی مقام الرضا ، جواداً کفه عندالعطا هادیاً الیٰ سبیل النجاة عسکریاً مع الغزاة مهدیاً الیٰ طریق الیقین، صلوة الله و سلامه علیه وعلیهم اجمعین۔

سلطنت مصطفیٰؐ کی یہی فرمانبردار مسلم رعایا ہے اور یہی بارہ شہزادے ہیں جن کی تجلیاں اپنے ظہور سے ہزاروں سال پہلے مچل رہی تھیں۔ان کے فضائل وکمالات بس اللہ اور اللہ کا رسولؐ ہی جانتا ہے۔

۲۔اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی انجیل مقدس میں شہزادہ فرمایا ہے،مگر فرق یہ ہے کہ ان بارہ شہزادوں کو صرف شہزادہ فرمایا ہے مگر حضور انورؐ کو ''سارے عالم کا شہزادہ'' فرمایا ہے اور حق بھی یہی ہے،انجیل کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"Hereafter I will not talk much with you: for the prince of this world Cometh and hath nothing in me."

john. 14-30

(اے بنی اسرائیل)اس کے بعد مجھ سے اور تم سے زیادہ گفتگو نہ ہوگی اس لئے کہ اب سارے جہاں کا شہزادہ آرہا ہے، مجھ میں اس کا کچھ نہیں(یعنی مجھ سے اس کا کوئی مقابلہ نہیں)

جون،۱۴۔۳۰

۳۔حضرت مسیح علیہ السلام نے حضرت یحیٰؑ علیہ السلام سے متبسمیہ(ارشاد) کیا تھا اس لئے وہ جون دی بپٹسٹ JOHN THE BAPTIST کہلاتے ہیں وہ ہمارے حضور شہزادہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان الفاظ میں خبر دے رہے ہیں۔

And preached saying there cometh one mighter than I after me, tha Latcht of whose Shoes I am not worthy to stoop down and unloose".

Mark. 1-7

اور یحیٰؑ منادی کرتا تھا کہ میرے بعد وہ شخص آنے والا ہے جو مجھ سے قوی تر ہے میں اس لائق نہیں کہ جھک کر اس کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں۔

مرقس،۱۔۷

دو برگزیدہ اور جلیل القدر نبیوں کی عبارت وبشارت سے ظاہر ہے کی ایک نے فرمایا کہ وہ آنے والا مجھ سے قوی تر ہے اور میں اس قابل نہیں کہ جھک کر اس نبی کی جوتیوں کا تسمہ کھولوں اور دوسرے نبی نے فرمایا کہ میں اس کے مقابلہ کے قابل نہیں۔

اس سے اللہ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب ومقام کا کچھ کچھ پتہ چلتا ہے،حضور کے مراتب ومقام کو اللہ ہی جانے۔

۴۔زبور نے بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے عالم کا نبی بتلایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

"He cometh to Judge the earth: with rightiouness shall he judge the world, and the people with equity."

psalms: 93-9

''وہ زمین کی عدالت کرنے آرہا ہے وہ صداقت سے سارے عالم کی اور راستی سے قوموں کی عدالت کرے گا۔

(زبور، ۹۸، ۹)

۵۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اس شاہزادہ عالم کے متعلق توریت میں یوں فرماتا ہے جسے حضرت مسیح علیہ السلام نے انجیل میں یوں نقل کیا ہے۔

For moses truly said unto the fathers, a prophet shall the Lord your God Raise up unto you of your brethren, like unto me; him shall ye hear in all things whatsoever he shall say unto you. And it shall come to pass that every Soul which will not hear that prophet shall be destroyed from among the people....

The Act: 3-22-24

چنانچہ موسیٰ نے سچ کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا، جو کچھ وہ تم سے کہے اس کی سننا، اور یہ ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا (یعنی اس پر ایمان نہ لائے گا) تو وہ امت سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

اعمال: ۳۔۲۲ تا ۲۴

یہ ارشاد بنی اسرائیل سے ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سے (یعنی تم میں نہیں ہے) ایک نبی پیدا کروں گا، دنیا جانتی ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائی دنیا میں سوا بنو اسمٰعیل کے اور کوئی نہیں ہے اور ہمارے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں ہیں۔

۶۔انجیل نے یہ بھی خبر دی ہے کہ حضور انورؐ سارے نبیوں کے سردار سید المرسلین ہیں۔جیسا کہ عبارت ذیل سے ظاہر ہے۔

"And when the Chief Shepered shall appear ye shall receive a Crowr. Of glory that fadeth not away."

I peter: 5-4

اور جب سردار گلہ بان ظاہر ہوگا تو تم کو جلال کا ایسا سہرا ملے گا جو مرجھانے کا نہیں۔

۱۔پطرس، ۵۔۴

سہرے کا مقام سر آتا ہے، یہ اشارہ، قرآن عظیم کے طرف ہے جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے اور جس کا مقام ہر مسلمان کا سر ہے۔

۷۔حضرت دانیال علیہ السلام فرمارہے ہیں کہ وہ آنے والا خاتم الانبیاء خاتم المرسلین ہوگا۔

And to Seal up the vision and prophecy.

Daniel: 9-21-24

وہ نبی نبوت و رسالت پر مہر لگادیگا، یعنی اس پر نبوت و رسالت ختم ہوجائے گی۔

۸۔انجیل مقدس نے اللہ کے حبیب کو شہزادۂ عالم لکھا ہے، جب شہزادہ لکھا تو سلطنت بھی ہونی چاہئے، انجیل کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو شہزادہ سلطنت الٰہی کا مالک لکھا ہے چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام حضور کی تشریف آوری کی خبر ان الفاظ میں دے رہے ہیں۔

" From that time jesus began to preach and to say, Repent for the Kingdom of Heaven is at hand."

MATTHEW : 4-17

اس وقت سے یسوع نے منادی کرنی اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت قریب ہے۔

متی ۴۔۱۷

And saying (Christ) the time is fulfilled and the KINGDOM of GOD is

at hand repent ye, and BELIVE the gospel

MARK :1-5

اور یسوع نے کہا کہ وقت پورا ہوگیا ہے اور خدا کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔توبہ کرو اور خوشخبری (آنے والے شہزادے کی) کو مانو۔

مرقس: ۱-۱۵

ان آسمانی کتابوں میں اللہ کے حبیب کا نور ہونا حیات (یعنی ہونا) صاحب علم غیب ہونا وغیرہ وغیرہ سب مفصل درج ہے۔مگر یہ موقع اس کی نقل کا نہیں ہے۔

اب جو اللہ کی بادشاہت کے ظہور کا وقت آ گیا، تو حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگو اب میں جانتا ہوں اب شاہزادہ عالم آرہا ہے اب ساری گورنریاں کمشنریاں ختم ہوگئیں اب سلطنت الٰہی کے گورنر جنزل محمد رسول اللہؐ تشریف لا رہے ہیں اور ایک عالم گیر پنل کوڈ (قرآن) لا رہے ہیں۔یہی وہ ہیں جن کو شہزادہ عالم فرمایا گیا ہے ''للعلمین نذیرا''

سلطنت اللہ کی ہے، وہ ملک القدوس اور مالک الملک ہے ''لہ ملک السموات والارض۔اللہ کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وائسرائے گورنر جنزل ہیں۔ ''**للعلمین نذیرا**''
ہمارے بارہ امام اسی شہزادہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے ہیں جن کی خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام توریت شریف میں ہزاروں سال پہلے دے رہے ہیں کہ نسل اسمٰعیل علیہ السلام میں بارہ شہزادے آئیں گے یعنی سلطنت کبریا کے یہ بارہ شہزادے ہیں مگر ہائے افسوس اس دنیا اور دنیا والوں نے ان شہزادوں کی کیا قدر کی۔

اسی توریت شریف میں اللہ تعالیٰ کتاب یرمیا میں فرماتا ہے۔

" The Lord God of heats hath a sacrifice in the northern country by the river Euphrates.

Jeremiah : 46-10

ترجمہ:۔خداوند رب الافواج کے لئے شمالی سرزمین میں دریائے فرات کے کنارے ایک ذبیحہ ہے۔''

جرمیاہ ۴۶-۱۰

یہ بارہ شہزادے اللہ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دلبند فرزندار جمند ہیں، اس لئے سب کے سب محبوب، سب کے سب مقبول، مگر ان میں سے کسی ایک خاص پر نظر انتخاب ہے جس کو اپنے لئے کسی خاص مقصد کے تحت چن لیا ہے اور مقصد کے پورا ہونے کا مقام بھی متعین کر دیا یعنی لب فرات، اہل نظر سے پوشیدہ نہیں کہ کائنات عالم میں ایک ہی ایسا شاہزادہ نظر آتا ہے جس پر لب فرات مقصد الٰہی مترتب ہوا۔

دنیا اللہ کی راہ میں قربان کرتی ہے، اس امید میں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر اسے ثواب دے گا اس کے یہ معنی ہوئے کہ قربانی میں ثواب ہے اور قربانی خالی از ثواب نہیں۔ یہ دنیا کی طرف سے پیش کش ہے، قبول ورد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جس کی جناب میں یہ پیش کی جاتی ہے۔ ہر قربانی فوری ہوتی ہے ارادہ ہوا اور قربانی کردی، مگر ایک قربانی وہ بھی ہے کہ خود اس ذات قربانی کے ظہور وجود، امت و نبی امت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے ہزاروں سال پہلے نظر انتخاب میں اس ذات کے ہو جس کے لئے قربانی کی جاتی ہے اور جس کے لئے قربانی ہے اور جس کے سامنے قربانی بہ امید حصول ثواب ونجات پیش کی جاتی ہے، اس قربانی میں اور جتنی قربانیاں دنیا میں ابتک کی گئیں اور کی جائیں گی ان کا فرق ارباب بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔

ہر قربانی کا ایک اجر، ایک ثواب ہے جو قربانی کرنے والے کو ملتا ہے، قربانی کرنے والا دوسری ذات ہوتا ہے جس کے لئے قربانی کی جاتی ہے وہ دوسری ذات ہے پس ہر قربانی میں علاوہ شئے قربانی کے دو الگ الگ ذاتیں ہیں، جو قربانی کرتا ہے اس کے لئے اجر ہے جس کے لئے قربانی کی گئی وہ اجر دیتا ہے، قربانی کرنے والے کے لئے اپنا ارادہ شرط ہے جسے نیت کہتے ہیں اور اس نیت کا اجر ہے، اس قربانی میں جس کا ذکر توریت میں

ہے، کس نے نیت کی کس نے ارادہ کیا کس کے لئے قربانی کی گئی یہ دو الگ الگ شخصیتیں کہاں، کس نے اجر دیا۔ کس کو اجر دیا۔ کس نے پایا کیا اجر ہے ولہ الکبریاء فی السموات والارض۔

منی والی قربانی میں کھلا اشارہ، صریح حکم تھا، قربانی کرنے والے حضرت ابراہیمؑ جس کے لئے قربانی کی گئی وہ اللہ تعالیٰ اجر دیا، اللہ نے اجر پایا ابراہیم علیہ السلام نے، فرات والی قربانی میں کہاں حکم، کس کو حکم کس نے قربانی کی۔ کس کے لئے قربانی ہوئی، نہ ارادے کی خبر، نہ حکم کا سراغ نہ قربانی لینے والا۔ پس سوا اس کے اور کیا کہوں، ہر کجامی نگری انجمن آرا ہمہ اوست۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ سبحان ہے، وہ پاکی وطہارت کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے، کوئی عبادت بے طہارت نہیں اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پاک وصاف، طیب وطاہر پیدا کیا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ولادت باسعادت کے بعد غسل و طہارت کی اصلا ضرورت نہیں۔ حضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الشریف کی ولادت باسعادت خاص بیت اللہ شریف میں دال ہے آپ کی پاکی وطہارت پر، پھر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراؑ کہ بضعتہ جگر پارہ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ کی ذات تو مجسم پاکی وطہارت ہے، جب ایسے باپ اور میاں ہو تو بچوں کا کیا کہنا۔ یخرجھما اللؤلؤ والمرجان ۔ دینی کتابوں سے صاف ظاہر ہے کہ حسنین علیہما السلام طیب و طاہر پیدا ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں خود قرآن عظیم فرماتا ہے۔

انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا۔

(اللہ ہی چاہتا ہے کہ اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نقص سے دور رکھے اور ان پر تکمیل طہارت فرمائے۔

اللہ تعالیٰ خود سبحان ہے اس لئے اس مقصد کے مترتب ہونے کے لئے جس کا ذکر توریت شریف میں ہے ایسی ذات کی ضرورت تھی کہ جس سے نقص دور اور جو پیدائشی طاہر و مطہر ہو اس لئے پورے گھرانے میں ایک ایک کو طیب وطاہر پیدا ہی کیا، این خانہ تمام آفتاب است۔

ظاہر ہے کہ ہر قربانی کرنے والا شئے قربانی کو نہلا دھلا کر پاک وصاف کر کے اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہ امید قبول وحصول ثواب نذر کرتا ہے۔ مگر چونکہ یہ قربانی اپنی خواہش، اپنی پسند، اپنی مرضی، اپنے انتخاب سے ہے، نہ دوسرے پر حکم، نہ دوسرے کا ارادہ نہ دوسرے سے طلب، اپنی چیز، اپنی ملک، اپنی جناب میں قربانی اس لئے قربان ہونے والا ابھی پیدائشی طاہر واطہر۔

۱۱۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر ہیں، مظہر اس ذات کو کہتے ہیں جس میں کوئی دوسری ذات نظر نہ آئے، مثلاً آئینہ۔

سلام علیک اے زاسمائے حسنہ
جمال تو آئینۂ اسم اعظم
(جامیؒ)

قطرہ سمندر میں گر کر سمندر ہو جاتا ہے یعنی فنائے ذات مظہر بھی بذات خود مظہر ہو جاتا ہے۔

ذات پاکش مظہر ذاتِ جناب کبریا
بین جمال اللہ در آئینۂ روے علیؑ
(مولانا حسرتؔ عظیم آبادی)

مظہر پر اگر کوئی بات آجائے تو وہاں سے وہ گذر کر وہاں پہونچتی ہے جس کا وہ مظہر ہوتا ہے اور فیصلہ وہیں سے ہوتا ہے، انبیاء علیہم السلام کو جب کفار سخت وسست کہتے تو وہ خود تکلیف جواب فرماتے مثلاً حضرت موسیٰؑ۔ جب فرعون نے آپ کو **لاظنک یا موسیٰ مسحورا**'' کہا تو آپ نے خود تکلیف جواب فرمائی **لاظنک یا فرعون مثبورا**'' مگر جب اللہ کے حبیب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفار گستاخی کرتے تو جواب اوپر سے آتا چنانچہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو دشمنوں نے حضورؐ کو ابتر کہا، اللہ کے حبیبؐ نے کوئی جواب نہ دیا مگر جواب اوپر سے آیا۔

'' انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھوالابتر ''اس سورہ شریف کی جلالت ظاہری و باطنی ملاحظہ فرمائی جائے، دشمنوں نے حضورؐ کو لاولد، ابتر کہا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

کہ اے میرے حبیب میں تمہیں اتنی اولاد دوں گا کہ کوثر کے قطرے مات، چنانچہ دنیا آنکھ کھول کر دیکھ لے، ہے طاقت کہ آلِ نبیؐ و اولادِ علیؑ کو گن سکے۔

(ب) دوسری آیت میں نتیجہ کے طور پر شکریہ میں نماز وقربانی طلب ہے بس نماز کا تو یہ عالم تھا کہ رات کی رات قیام و قعود و سجود میں گزرجاتی، آنکھیں سوج جاتیں، پائے اقدس ورم کرجاتے یہاں تک کہ کمی کی فہمائش آئی ۔ **قم الیل الا قلیلا** مگراب رہا سوال قربانی کا تو میں فخر ومباہات کے ساتھ کہتا ہوں کہ اللہ کے حبیب نے وہ قربانی دی جو اپنے صحیح معنی میں قربانی صوری بھی ہے اور معنوی بھی اور شخصیت کے اعتبار سے وہ ذات ایسی شخصیت کی مالک تھی کہ وقت قربانی ہر نقطۂ نگاہ بے نظیر و بے مثال اور نوعیت ادائے قربانی وہ کہ انسان تو انسان فرشتے لرز جائیں کہ جب تصور آنکھوں کے سامنے آئے تو مجموعی حیثیت سے دونوں جلوے باہم نظر آئیں ۔یعنی نماز بھی ادا ہورہی ہو اور قربانی کی بھی تعمیل ہورہی ہو **فعلیہ افضل النفسہ والصلوہ والسلام**

(ج) تیسری آیت میں اشارہ ہے کہ اے میرے حبیبؐ جو تم کو ابتر کہے وہ خود ابتر، دنیا دیکھ رہی ہے کہ پوری دنیا میں ابتر کہنے والوں کی ایک اولاد بھی نہ ملے گی ۔ اولاً تو ہے نہیں اور اگر ہوتی بھی تو اقرار نہ کرتی پس ابتر کہنے والے خود ابتر ہوگئے اور آلِ رسولؐ سے زمین کا چپہ چپہ بھر گیا۔

۱۲۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وٓالہٖ وسلم جس ماحول میں تشریف لائے پوشیدہ نہیں مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک کفر ہی کفر اور شرک ہی شرک تھا، حتیٰ کہ اس زمین پر اللہ کے دو گھر بڑے مقدس ہیں، ایک کا تو نام ہی بیت المقدس ہے اور دوسرے کا نام بیت اللہ اس وقت بیت المقدس میں تین بت رکھے ہوئے تھے اور بیت اللہ میں تین سو ساٹھ اور ان دونوں گھروں سے باہر کوئی آفتاب کوئی ماہتاب، کوئی ستارہ، کوئی پانی، کوئی پتھر، کوئی درخت کوئی آگ وغیرہ کے سامنے سر بسجود تھا۔ دنیا تاریکی وظلمت سے گھبرا کر چلا اٹھی اور خدا کی جناب میں فریاد ہوئی ۔ واضح رہے کہ جس وقت جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اس وقت وہی چیز دی جاتی ہے ۔ بھوکے کو کھانا، ننگے کو کپڑا ۔ بیمار کو دوا، گرنے کو سہارا دیا جاتا ہے ۔ دنیا روشنی روشنی چلا رہی تھی کہ رحمت الٰہی کو جوش آگیا اور رب العالمین نے رحم فرما کر جواب دیا کہ اے دنیا لے تیرا مقصود تیرا مدعا آگیا ۔ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین' یعنی اے دنیا تو روشن کردی گئی تو منور ہوگئی، تیرا مقصود آگیا، سوال ہوتا ہے کیا آگیا جواب ملتا ہے (نور) پھر سوال ہوتا ہے کہاں سے آگیا، قرآن خود جواب دیتا ہے ومن اللہ یعنی اللہ کے یہاں سے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ خالی نہیں آیا بلکہ اپنے ساتھ کتاب مبین یعنی کتاب واضح بھی لایا ہے، پھر سوال ہوتا ہے کہ اس نور اور اس کے آنے کی غرض ۔ جواب ملتا ہے **لیکون للعٰلمین نذیرا''** پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کتاب خود واضح ہے تو اب اس آنے اور جانے والے نور کی کیا ضرورت ۔ جواب ہے کہ کتاب ہزار واضح ہو، تاریکی میں بے کار، اندھیارے میں پڑھنا دشوار، جب تک شمع نہ ہو چراغ نہ ہو سراج منیر نہ ہو کتاب کا ہونا بے سود، پڑھنا ناممکن اس لئے خود کتاب پکار پکار کہہ رہی ہے ۔۔۔۔ کہ مجھے پڑھنے والو ۔ اس تاریکی میں تمہیں چراغ کی ضرورت ہے، مجھے مشکوٰہ نبوت اور نور رسالت میں پڑھو ورنہ ایک حرف بھی نہ سوجھے گا نہ ایک حرف ہی سمجھ میں آئے گا ۔ اس لئے اس کتاب کے لئے سراج منیر کی روشنی کی ضرورت لازمی ہے یہی سبب ہے کہ اللہ کے حبیبؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک تو کتاب اللہ دوسرے اپنے اہل بیت کو، محمد قائم غفرلہ ۔ اہلبیتؑ اسی نور سے پھوٹی ہوئی شعاع منیر کو کہتا ہے، اے مسلمانو اللہ کے حبیب پاکؐ کی اس وصیت کو جانو اور مانو ۔ اللہ کے حبیب پکار

پکار کر فرما رہے ہیں کہ میرے بعد میرے قرآن کو سمجھنے کے لئے میرے اہلبیتؑ کی ضرورت ہے انہیں کی روشنی میں پڑھنا اور سمجھنا، یہ کرنیں اسی نور سے نکلی ہیں، یہ شعاعیں اسی سراج منیر کی ہیں۔ یہ وہی شہزادے ہیں جن کو توریت شریف پکار پکار کر پہچنوا رہی ہے کہ حضرت اسمٰعیل کی نسل میں بارہ شہزادے آئیں گے جن سے دنیا کا کونہ کونہ منور و روشن ہوجائے گا جو ان شہزادوں کے قدموں سے لپٹا خود بھی منور ہوجائے گا اور لاکھوں کو منور کردے گا بے اہلبیتؑ چارہ نہیں، آج مسلمان مجبور ہوکر آخر امام آخر الزماں کی تشریف آوری کا انتظار کررہے ہیں۔ کہ وہ آکر ہمیں سنبھالیں گے۔ معلوم ہوا کہ ہمارا سنبھلنا آخر کار اسی گھرانے پر موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس پیارے رسولؐ اور قرآن عظیم کے بھیجنے کی غرض یہ ہے کہ لیکون للعلمین نذیرا'' یعنی عالمین اس رسولؐ برحق اور قرآن کریم کے محکوم اور محتاج ہیں اور اپنے تشریف لیجانے کے بعد اپنے اہلبیتؑ کی طرف اشارہ فرمایا جس کے معنی یہ ہوئے کہ جس طرح عالمین قرآن کی سمجھ میں میرے محتاج ہیں اسی طرح یہ عالمین میرے اہلبیتؑ کے بھی محتاج ہیں اگر اپنی خیر چاہتے ہو تو میرے اہلبیتؑ کے ہوکر رہو۔

اہلبیتؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں سے لپٹنا دین و دنیا دونوں کی سرخروئی ہے۔ ہم لوگوں کے پیشوائے طریقت حضرت سیدنا جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز کا لقب سید الطائفہ ہے، معلوم ہے کہ یہ لقب آپ کو کیسے اور کہاں سے ملا، حضرت جنید بغدادی شاہی پہلوان تھے، ایک روز انعامی دنگل ہو رہا تھا آپ شاہی کرسی کے قریب بیٹھے تھے، کشتیاں ہو رہی تھیں، لوگوں کو انعام مل رہے تھے، عین اسی وقت ایک کمسن لڑکا بھوکا لاغر نحیف و ناتواں، عالم پریشانی میں وہاں پہنچ گیا اور اس مجمع میں اعلان کیا کہ میں شاہی پہلوان جنید سے لڑوں گا، لوگ اس کمزور و ناتوان کے اعلان پر ہنسنے لگے مگر وہ لڑکا اڑ گیا کہ میں جنید ہی سے لڑوں گا، بات یہاں تک پہنچ گئی کہ خود بادشاہ کو متوجہ ہونا پڑا، پہلوانوں نے اور خود بادشاہ نے اس لڑکے کو سمجھایا مگر وہ نہ مانا۔ آخر اشارہ شاہی پاکر حضرت جنید کو میدان میں اترنا پڑا، اب شیر و بکری کا مقابلہ تھا لوگ سمجھ رہے تھے کہ مفت اس کمزور و ناتواں کی جان جانا چاہتی ہے۔ المختصر حضرت جنید نے اس لڑکے سے ہاتھ ملایا۔ ہاتھ ملاتے ہی اس نے چپکے سے حضرت جنید سے کہا کہ اے جنید میں سید ہوں، اور مجھ پر فاقہ ہے، یہ سنتے ہی حضرت جنید کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ دل ہل گیا، کشتی میں خود سے چت ہوگئے۔ بادشاہ نے تین بار کشتی لڑوائی مگر حضرت جنید تینوں بار چت ہوگئے، حضرت جنید کو بظاہر اس روز مجمع عام میں بادشاہ کے سامنے جو خفت نصیب ہوئی اس کا اندازہ ہر صاحب دل اپنے دل سے پوچھے، حضرت جنید آخر انسان تھے۔ قلب یقینی متاثر تھا عشاء کی نماز پڑھ کر جانماز ہی پر اونگھ گئے، خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں، حضورؐ نے فرمایا اے جنید تم نے محض میری اولاد کا پاس کرکے خود سے اپنے کو دنیا کی آنکھوں میں خفیف و سبک کر دیا تو اے جنید تو مجھ سے عزت لو، پہلے پہلوانان دنیا تمہارے پیچھے پیچھے چلتے تھے۔ اب محبوبان خدا و مقبولان بارگاہ کبریا تمہارے نقش قدم پر چلیں گے۔ اب تک تم دنیا کے پہلوان تھے تو آج سے دین کے پہلوان ہوئے۔ حضرت جنید کی آنکھیں کھل گئیں تو خود کو ایسے مقام پر پایا کہ وہی جانتے ہیں۔ آج تمام اہل اللہ ان کے حلقہ بگوش ہیں، اہل طریقت میں سید الطائفہ آپ کا لقب ہے، ایک سید کے پاس و لحاظ کا ثمرہ اللہ اور اللہ کے حبیبؐ نے حضرت جنید کو کیا دیا، دینا دیکھ لے کہ آل محمدؐ کے کیا مراتب ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

به صدق و صفا گشته ہمچو جامیِ
غلام غلامان آل محمد

۱۳۔ اللہ کے حبیب تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود و نصاریٰ سے جب اختلاف ہوا تو یہ آیت شریف اتری۔

قل تعالوا ندع ابنائنا وابناء کم ونسائنا

ونسایکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ۔

اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی بھیجی کہ اے میرے حبیبؐ ان کا ذبین سے مباہلہ کرو چنانچہ مباہلہ کی ٹھہر گئی اللہ کے رسولؐ کے ساتھ کفار ومشرکین گستاخیاں کر بیٹھتے تھے، حقیقت ہے کہ آفتاب پر نگاہ نہیں ٹھہرتی اسلئے حقیقت آفتاب سے ناواقف تھے بے ادبانہ گفتگو کر لیتے تھے مگر دھوپ کہ عکس آفتاب ہے اب دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں، اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت کچھ بول جاتے چنانچہ جب مباہلہ کی ٹھہری تو اللہ کے حبیبؐ کے سامنے تو مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے، اس لئے کہ آفتاب رسالت پر آنکھ ٹھہر نہ سکی۔ آپ کو نہ پہچان سکے۔ مگر جب اس آفتاب نے اپنی شعاعوں کے ساتھ یعنی حضرت فاطمہ، علی و حسن وحسین علیہم السلام کے ساتھ میدان مباہلہ میں طلوع فرمایا تو ان کاذبین کی نگاہیں مشکوہ نبوت پر پڑیں، جیوں ہی ان سب نے آفتاب رسالت کی کرن، دھوپ کو دیکھا، پسینہ آ گیا، مباہلہ کا حوصلہ پست ہو گیا اور ایسا نوک دم بھاگے کہ پھر نظر نہ آئے، آپ نے دیکھا کہ اہلبیتؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہیں آفتاب رسالت تک تو نگاہ نہ پہنچی مگر نور آفتاب کو دیکھا تو بے پناہ بھاگے۔ اللہ کے رسولؐ اپنی آل میں نظر آتے ہیں۔ رسولؐ کو دیکھنا ہو تو آل رسولؐ کو دیکھو ایک آل رسولؐ نور مصطفیٰؐ ہے ۔

اے رخت پنہاں بہ نور خویشتن

۱۴۔ اللہ کے حبیبؐ نے اپنی امت کے لئے بڑی بڑی مصیبتیں جھیلیں، بڑی بڑی اذیتیں اٹھائیں حضور سے مکمل مقاطعہ کیا گیا۔ حضورؐ پر پتھراؤ ہوا، راہ میں کنوئیں کھودے گئے۔ کانٹے بچھائے گئے، حضورؐ پر کوڑے پھینکے گئے اونٹ کی اوجھڑی ڈالی گئی، گلوئے پاک میں چادر ڈال کر کھینچی گئی، خود کی کڑی سے پیشانی اقدس زخمی ہوئی، دندان مبارک شہید ہوئے، وطن چھڑایا گیا، اعزہ اقربا، رفقاء شہید ہوئے، اہل نظر واہل بصیرت پر جب یہ باتیں واضح ہوئیں اور لوگوں نے ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیا تو صحابہ کرام نے حضور انورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ہم لوگ بت پرست تھے، بداخلاق و بدمعاملات تھے، دختر کش تھے، شرابی وزانی تھے، جواری، ظالم قزاق تھے وغیرہ وغیرہ حضورؐ نے ہم لوگوں کو آدمی بنا دیا، خوش اخلاق بنا دیا۔ صاحب ایمان و پاک وصاف کر دیا۔ رحمدل اور آپس میں ایک دوسرے کا ہمدرد کر دیا وغیرہ، ہم لوگ حضورؐ کی خدمت اقدس میں کچھ تحفے وہدیے لائے ہیں، حضورؐ انہیں قبول فرمائیں۔ مطلب یہ تھا کہ بطور معاوضہ کچھ سلوک کیا جائے اس میں شک نہیں کہ اللہ کے حبیبؐ ہدیہ وتحفہ قبول فرما لیتے تھے مگر اس میں چونکہ معاوضے کا پہلو تھا اس لئے حضورؐ نے اسے واپس فرما دیا، جاں نثاروں کا اصرار ہوا کہ دولت قبولیت سے ہم لوگوں کو مالا مال فرمایا جائے تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس نذر کو تو لے جاؤ اگر تم میرے ساتھ سلوک ہی کرنا چاہتے ہو تو ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم میری آل کا دامن عقیدت ومحبت کے ساتھ پکڑے رہنا چنانچہ یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

"قل لا اسئلکم علیه اجرا الاالمودة فی القربیٰ ومن یقترن حسناً فزدله فیها حسنا۔

یعنی اے میرے حبیب آپ فرما دیجئے کہ اس پر (اپنے احسانات پر) تم کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر اپنے قرابت کی محبت اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لئے خوبی بڑھائیں گے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے حضورؐ سے قرابت مندوں کے نام پوچھے تو حضور نے حضرت فاطمہ علیؑ حسنؑ حسینؑ کے نام بتلائے علیہم السلام۔ حضرت سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ اس آیت شریف میں قرابت والوں سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک ہے۔

جب یہ آیت شریف نازل ہوئی اور حضورؐ سے قربیٰ کے متعلق استفسار ہوا تو حضور نے حضرت فاطمہ علی حسن وحسین علیہم السلام کے نام بتلائے تو اس پر بعضوں نے دل میں یہ خیال کیا

کہ حضورؐ اپنے قربیٰ کی مودت کا حکم اس لئے دے رہے ہیں کہ حضورؐ کے بعد وہ لوگ ہم سب پر حکومت و بادشاہت کریں اور ہم لوگ ان کے مطیع وفرمانبردار رعایا بن کے رہیں اس پر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

''**ام یقولون علی اللہ کذباً فان یشااللہ یختم علیٰ قلبک و یمحو اللہ الباطل و یحق الحق بکلماتہ انہ علیم بذات الصدور۔**''

یعنی کچھ لوگوں کو خیال ہوا کہ مودۃ فی القربیٰ کا حکم اللہ کی طرف سے ہمیں ہے بلکہ حضورؐ اسے اپنی طرف سے اللہ کی طرف منسوب کررہے ہیں تا کہ لوگ میرے قربیٰ کے ساتھ محبت کریں اور مطیع رہیں ، جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں اور معذرت کرتے ہوئے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوکر اپنے خیال سے توبہ کی ، اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

''**وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفوا عن السیئات ویعلم ماتفعلون ویستجیب الذین أمنوا وعملوا الصلحت ویزیدھم من فضلہ والکٰفرون لھم عذاب'' شدید۔**''

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کے گناہ معاف کردیتا ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور قبول کرتا ہے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور ان کی آرزوؤں کو اپنے فضل سے پورا اور زیادہ کرتا ہے اور کافروں کے لئے عذاب شدید ہے ، اللہ اکبر کیا مقام اہلبیتؑ ہے ان آیتوں سے حضور انور صلی اللہ وسلم اور حضور کے اقارب کی محبت دینی فرائض میں ہے اور تارک ومنکر فرائض کا حال معلوم۔

۱۵۔ایک بار حضرات قمرین نیرین یعنی حسنین علیہما السلام زیادہ علیل ہو گئے تو حضرت سیدہؑ نے نذر مان لی کہ اگر میرے شہزادے اچھے ہو جائیں گے تو میں روزے رکھوں گی ، حضرت مولیٰؑ نے بھی یہی نذر مان لی ، آپ کی خادمہ میری مالکہ حضرت فضہ نے بھی یہی نذر مان لی ، اللہ تعالیٰ نے ان شہزادوں کو صحت عطا فرمائی واضح باد کہ یہ وہ گھر تھا جہاں کی یہ تعلیم ہے کہ اس پر مطمئن نہ رہنا کہ جو سانس اندر گئی وہ باہر بھی آئے گی ، یا جو سانس باہر گئی وہ پھر اندر بھی آئے گی ، ان حبیبؑ خدا کے پیاروں کی نگاہیں زندگی کی بے ثباتی پر تھیں ، اپنے فاقوں کا لحاظ اور کچھ جمعیت خاطر کا انتظار نہ کرکے ، روزہ شروع کردیا ، مگر گھر میں فاقہ تھا ، اللہ اللہ کرکے کچھ انتظام ہوا اور تین روٹیوں بھر جو مل گیا پیس کر تین روٹیاں پکائی گئیں ، مغرب کا وقت ہے موذن کی آواز کا انتظار ہے اذان کی آواز تو نہ آئی البتہ دروازہ سے آواز آئی کہ ہے کوئی اہلبیتؑ رسول اللہ کہ میرا فاقہ دور کرے میں مسکین ہوں اور مجھ پر فاقہ ہے یہ سننا تھا کہ حضرت سیدہؑ نے حضرت مولیٰؑ نے حضرت فضہ نے اپنی اپنی روٹی مسکین کو دیدی ادھر مسکین روانہ ہوا ادھر اذان کی آواز آئی ، صرف پانی کے گھونٹ سے روزہ کھلا۔ رات بھر فاقہ ، پھر دوسرے روز دوسرا روزہ اسی فاقہ پر اس روز بھی کسی طرح کچھ انتظام ہوا اور تین روٹیاں پکیں ، بالکل پہلے روز کی طرح آج ایک یتیم نے دروازہ پر صدا لگائی اور وہ بھی تینوں روٹیاں لے گیا ، پھر وہی پانی اور افطار ، اب اسی دو فاقوں پر تیسرا روزہ شروع ہو گیا اس روز بھی کسی طرح کچھ جو کا انتظام ہوا مگر ضعف سے پسنا مشکل ہو گیا مگر کسی طرح پسا ، اس روز حضرت سیدہؑ نماز میں بہت بے افاقہ تھیں ، ضعف سے پورے جسم شریف پر لرزہ تھا کہ اسی حالت میں اللہ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہ حالت دیکھ کر مسرت کے ساتھ فرمایا **وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ** (نماز نہ پڑھنے والے اور نماز سے غفلت کرنے والے سبق لیں) اس کے بعد روٹی پکی اس روز یہی کہ تیسرا دن ہے ایک دانہ بھی لب پر نہیں کہ ایک قیدی نے آکر صدا دی اور یہ تینوں روٹیاں بھی لے گیا پانی سے تیسرا روزہ بھی کھلا اور پھر وہی فاقہ اس پر یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

''**یوفون بالنذر ویخافون یوماً کان شرہٗ مستطیرا۔ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا انما**

نطعمکم لو جہ اللہ لا نرید منکم جزاء و لا شکورا۔"

"پورا کرتے ہیں نذر کو اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر پھیلے گا اور کھلا دیتے ہیں اپنا کھانا، مسکین و یتیم و قیدی کو، اللہ کے لئے کھلاتے ہیں نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔"

اللہ اکبر اہلبیتؑ کی وفا، خلوص، محبت، خشیت، ایثار، مسکین نوازی وغیرہ کی گواہی خود اللہ رب العزت دے رہا ہے، اللہ اکبر کیا نوازش اور کیا سند ہے، اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں اس گھرانے کی خوبیاں، شرافت، افضل و کمال کو فرما رہا ہے، یہ حسنین علیہما السلام ہی کی ذات والا درجات ہے کہ اتنے بڑے طرۂ امتیاز و سند شرافت و اعزاز کے اظہار کا سبب ہوئی۔

۱۶۔شریعت میں ادائے امانت کی جو تاکید ہے پوشیدہ نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے **وان تودوا الامانات لاھلھا**' حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت و حسن امانت کا کلمہ کفار و مشرکین بھی پڑھتے تھے، چنانچہ انھیں لوگوں نے حضور کو امین کا معزز لقب دیا وہ اپنی امانتیں (مال وزر) حضور میں لاکر جمع کر جاتے جب اسلام پھول پھل چلا تو وہی کفار جان کے دشمن ہو گئے چنانچہ ایک شب یعنی شب ہجرت اللہ کے حبیبؐ اپنے حجرہ پاک میں حضرت علیؑ کے ساتھ رونق افروز تھے کہ انہیں کفار و مشرکین نے دولت خانہ نبوی کو مسلح ہو کر اس نیت سے گھیرا کہ آج شمع رسالت کو گل کر دیا جائے دشمن کی تعداد کثیر، سب کے سب مسلح اور ہر قسم کا مہلک اسلحہ ساتھ ایسی حالت میں دنیا اپنے بچاؤ کی فکر کرتی ہے اور کیا کیا طریقہ حفاظت نہیں سوچتی ہے، خصوصاً دفعتہ بلا اطلاع ایسی افتاد پر بڑی سراسیمگی ظاہر ہوتی ہے، مگر اس وقت یہی امین صادقؐ کو نہ اپنی نہ حضرت علیؑ کی کوئی فکر تھی، بلکہ اگر فکر تھی تو یہ تھی کہ دشمنوں کی امانتیں ان کے یہاں پہونچ جائیں پس حضورؐ نے اپنی چادر پاک حضرت علیؑ کو اڑھا دی اور اپنے پاک مقدس بستر پر سلا دیا اور فرمایا کہ اے علیؑ یہ امانتیں جس کی جس کی ہیں اس کے گھر پہنچا دینا، میں جاتا ہوں تم بھی ان امانتوں کو پہنچا کر چلے آنا۔ حضورؐ نے دروازہ کھولا اور تشریف لے گئے۔

جنگ کے قانون میں داخل ہے کہ دشمن کے مال پر تصرف کیا جائے بلکہ ان کو لوٹا جائے، چاہے وہ جان ہو یا مال اسی کو غنیمت کہتے ہیں۔ اللہ کے حبیبؐ نے اس قانون کے ہوتے ہوئے وہ شان دیانت و رسالت دکھلائی کہ کل دشمنوں کے مال ان کے گھر پہنچوا دیئے اور اس طرح پورے عرب کے بلکہ انسانیت کے منہ میں صندل لگا دیا، یورپ والے دنگ ہیں، امریکہ و افریقہ ششدر ہے، ایشیا متحیر ہے ان کی زبانیں گنگ، ان کے قلم خموش ہیں، اللہ کے حبیبؐ کا یہ وہ انمول اور وہ بے مثال کیریکٹر ہے جس نے ساری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ حضرت مولیٰؑ نے وہ چادر اوڑھی اور حضورؐ کے مقدس بستر پر رات گذاری امانتوں کو پہنچا کر خود بھی روانہ ہو گئے حضرت علیؑ کے مراتب و درجات کو اللہ ہی جانے۔

یہ وہی علیؑ ہیں جن کے فرزند اور یہ وہی امیر صادق ہیں جن کے نواسے حضرت امام عالی مقام جناب حسین علیہ السلام ہیں۔ مال کی امانت ہو یا جان کی، دونوں مشکل دونوں دشوار، خصوصاً جان تو عجیب چیز ہے مثل مشہور ہے کہ جان ہے تو جہان اپنی جان تو جان خصوصاً بچوں اور عزیزوں کی جانیں، حضرت امام عالی مقامؑ کو بھی زمانہ گھیر کر اسی دار الامتحان میں لے آیا اور آپ ادائے امانت کی اس آخری منزل پر آ پہنچے، تنہا نہیں ہیں آنکھوں کے نور، دل کے سرور، جگر کے ٹکڑے، سب ساتھ ہیں چٹیل میدان ہے، وقت ادائے امانت آ گیا، حضرت والد ماجد اور حضرت جد امجد کی امانت و دیانت کا حال دیکھ چکے تھے، حکم ہوتا ہے کہ امانت حاضر کرو، نبی زادے بھی ہیں ولی زادے بھی ہیں امام وقت بھی ہیں اور اس وقت پوری کائنات میں سب کے بزرگ تر سب سے اعلیٰ سب سے افضل بھی ہیں، ساتھ ساتھ ایک فہرست بھی ہے، جانیں بھی اس میں درج ہیں مال بھی جو کچھ ساتھ ہیں سب ان کی فہرست میں موجود ہے، پہلے جانی امانتیں طلب ہوئیں، سر و خم ہے، قدم مقام تسلیم پر دل جادہ رضا پر ایک ایک کر کے جانیں طلب ہو رہی ہیں، بلا تامل پیش ہوتی جا رہی ہیں ایک ایک کر کے مال طلب ہوا سب

کے سب حاضر کر دیئے گئے، نہ جوان کی قید رہی نہ بچے کی نہ بستر کی قید رہی، نہ چادر کی، لین دین جاری ہے، حضرت امامؑ کھڑے ہیں ، امانتیں ادا ہو رہی ہیں، پوری فہرست خالی ہوگئی، اب تن تنہا خود امامؑ عالی مقامؑ ہیں، طلب کئے گئے حاضر ہوگئے اور گراں بہا امانت کو بھی شرف قبولیت حاصل ہوا۔ دیکھنے والا دیکھے، عقل والا سوچے آنکھیں ہوں تو فہرست سے ملا کر دیکھے، یہ نہ دیکھے کہ کیا کیا لیا گیا بلکہ یہ دیکھئے کہ کیا بچا، اس طرح اس امیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر پارے حضرت امام عالی مقام اس آیت شریف ''**وان تو ددالامانات لاھلھا**'' کی زندہ تفسیر بن گئے اور ناناؐ کی امت کے لئے ایک درس سبق آموز ہمیشہ کے لئے چھوڑا، فعلیہ افضل الصلوٰۃ وسلام۔

خوش رہیں آل محمدؐ حرم آباد رہے
وہ سبق ہم کو پڑھایا کہ خدا یاد رہے

۱۷۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''**ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقامو فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اولئک اصحاب الجنۃ خالدین فیھا، جزاءً بما کانو یعملون۔**''

''یہی آیت شریف کچھ مزید بشارتوں اور وعدوں کے ساتھ سورہ سجدہ میں بھی آئی ہے، اور جابجا اس قسم کے وعدے ہیں مگر قدر مشترک ہر جگہ **ثم استقاموا** ہے۔

ربوبیت کا اقرار تو بہت پہلے ہو چکا ہے۔ ''بلیٰ'' شاہد ہے اب بات رہی استقامت کی، شریعت میں دو چیزیں ہیں ایک امر بالمعروف دوسرے نہی عن المنکر یعنی بعض چیز کے کرنے کا حکم ہے اس کو امر کہتے ہیں اور بعض چیز سے روکا گیا ہے اس کو نہی کہتے ہیں۔ استقامت کامل کی تعریف ہے کہ ایمان لانے کے بعد ہر امر اور ہر نہی کا پورا پورا لحاظ رہے چاہے جان کی بازی کیوں نہ ہو یعنی امر سے روکا جائے تو کبھی نہ رکے، اور نہی کی طرف بلایا جائے، تو ادھر کبھی نہ جائے۔ مکمل استقامت یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے امر و نہی کا بھی وہی لحاظ ہو جو بڑے کا ہو۔ اس معاملہ میں کافر و مومن کی کوئی قید نہیں اگر کافر کی طرف سے دباؤ ہو تو بدرجہ اولیٰ سختی کے ساتھ استقامت لازم ہے۔

حضرت امامؑ عالی مقام کو یزید پلید سے سابقہ پڑ گیا، یہ مسلم کہ فاسق و فاجر کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنا چاہئے اگر چہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو، کافر کے ساتھ تو بیعت کا سوال ہی نہیں۔ اگر یزید مسلمان ہو جب بھی اس کے ہاتھ پر بیعت نادرست۔ اور اگر کافر ہو جب تو بیعت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، آیئے ہم اور آپ مل کر یہ پتہ لگائیں کہ یزید فاسق وفاجر تھا، یا فاسق وفاجر نہیں، بلکہ کافر تھا، فاسق وفاجر اسلام کے حد کے اندر ہے، کافر اس حد سے باہر۔

مذہب نام عقیدے کا ہے، عمل کا نہیں، عمل میں کافر و مومن متحد اور شریک ہو سکتے ہیں، مثلاً سچ بولنا، خیرات کرنا، مگر کفر و ایمان کا اتحاد عقیدے میں ناممکن، عقیدے پر نجات موقوف ہے اور عمل پر درجات، اچھے سے اچھا عمل کیوں نہ ہو اگر ایمان نہیں تو سب بیکار و برباد، اب دیکھنا یہ ہے کہ یزید مسلمان تھا بھی یا نہیں، اس کے لئے اس کے عقائد کا جائزہ لینا ہوگا جس کی طرف لوگوں نے کم توجہ کی ہے، آیئے ہم اور آپ مل کر یزید کی ایک تحریر پر غور کریں اس کا فیصلہ ہم خود آپ پر اور عام مسلمانوں پر چھوڑتے ہیں۔

جب سر پاک حضرت امام علیہ السلام یزید کے سامنے لایا گیا تو جوش مسرت میں وہ پلید آپ کے دندان مبارک کو چھڑی سے ٹھکراتا جاتا تھا اور اپنے جذباتی شعر پڑھتا جاتا، جو اس کے جذبات وعقائد کے ترجمان ہیں ذرا ان شعروں کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

''میرے بزرگوں کو جنگ بدر میں قتل کیا گیا، آج ہم نے محمدؐ کی آلؑ کو قتل کیا اگر میرے وہ بزرگ آج کا نظارہ دیکھتے تو خوش ہو کر میری تعریف کرتے، بنی ہاشم نے محض ملک گیری کے لئے یہ سب حیلہ وحوالہ کیا تھا اور نہ محمدؐ کے پاس نہ کوئی فرشتہ آیا نہ کوئی وحی۔''

جس شعر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور رسالت سے انکار کیا ہے وہ شعر یہ ہے۔

بعثت هاشم بالملك وفما
ملك جاءَ ولا وحی نزل

دیکھئے (۱) وسیلۃ النجات (۲) الحاف بحسب الاشراف (۳) مفتاح النجاۃ (۴) معرکہ عشق وبغض علیؑ۔

مسلمانو! سینے میں اگر دل رکھتے ہو اور دل میں ایمان، اگر اللہ اور اللہ کے رسولؐ کو منہ دکھانا ہے تو بتاؤ کہ یزید پلید جو منکر رسالت ہے کس دھڑ سے مسلمان تھا شعر بالا کے مقابل انکار رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا سینگ چاہئے اس شعر کی موجودگی میں یزید قطعی کافر تھا اس کے ہاتھ پر بیعت ہی قطعی حرام ورنہ صرف امام عالی مقامؑ نے ہی نہیں انکار کیا بلکہ کبار بزرگان مدینہ نے بھی تو انکار کیا تھا، اس لئے میں کہتا ہوں کہ حضرت امام علیہ السلام نے یزید کو فاسق و فاجر نہیں بلکہ منکر رسالت کافر مطلق سمجھ کر اس کی بیعت سے انکار کیا۔

اگر کسی کو یہ دھوکہ ہو کہ یزید نے کلمہ کا انکار تو نہیں کیا، تو یہ بھی ایک بڑا دھوکہ، مکر وفریب، منکر وحی ورسالت کے ساتھ کلمہ کا سوال ہی نہیں، ورنہ ایسے تو کتنے برادر شغال کلمہ پڑھنے والے تھے جو سبب نزول آیہ منافقون ہوئے جن کو قرآن عظیم نے منافق فرمایا ہے اور ان کی جگہ درک اسفل جہنم بتلائی ہے۔ منافق تو کافر سے بھی بدتر ہے، یزید پلید مجموعۂ کفر ونفاق تھا فاعوذ باللہ **من الشیطان الرجیم۔**

حضرت امام عالی مقامؑ واللہ حق پر تھے اور وہ بزرگان مدینہ بھی حق پر تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے یزید کا کفر ونفاق کھول دیا تھا، اور انہوں نے اس کی بیعت سے انکار کیا۔ دنیا یزید کے شرابی وزانی ہونے پر قیاس نہ کرے اس جال میں نہ پھنسے اس کا وہ جذباتی شعر پڑھے جو اوپر درج ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ منکر وحی ورسالت تھا اور اللہ کے حبیبؐ کو رسول نہیں مانتا تھا، وہ کافر تھا، منافق تھا، اس لئے اس کے ہاتھ پر بیعت قطعی حرام وہ بھی جگر گوشہ مصطفےؐ کی بیعت جو اس وقت سب سے اعلیٰ، سب سے افضل، سب سے اشرف، سب سے محترم سب کے مخدوم تھے، اب رہی یہ بات کہ حضرت امامؑ کا پورا خاندان، بچے، جوان، اعزہ اقارب، بھوکے پیاسے سب کے سب تہ تیغ ہو گئے، تو یہ تو نبیؐ کے گھر کا زیور ہے۔ میں کہتا ہوں کہ واللہ ثم باللہ اگر حضرت امام عالی مقامؑ پر سو بار یہ واقعہ اور ایسا واقعہ لایا جائے تو وہ ہر بار اسی طرح بیعت یزید سے انکار کریں اور تمام بچوں، عزیزوں، رفیقوں کے ساتھ اس استقامت کے ساتھ شہید ہو جائیں۔ اسی کا نام استقامت ہے، حضرت سیدنا امام حسینؑ "ثم استقاموا" کی زندہ مثال جیتی جاگتی تصویر ہیں، صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

اترجو امة قتلت حسبنا
شفاعة جده يوم الحساب

محمد صلى الله على خير خلقه سيدنا محمد واله و صحبه واهلبيته واولياء امه و علماء ملة و شهدائے محبة اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين وأخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔ اشاعت اولیٰ: سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۳۶۴ محرم ۱۳۸۲ھ